جماعت احمدیہ کا بنیادی مقام عجز اور انکسار کا مقام ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

چند دن سے مجھے شدید انفلوئنزا کی تکلیف رہی ہے۔ کافی حد تک آرام ہے مگر فلو کا کچھ حصہ باقی ہے ضُعف بھی ہے۔ فلو سر پر بھی حملہ کرتا ہے اور جسم کو بھی کمزور کرتا ہے۔ بلڈ پریشر بھی بعض دفعہ بہت گِر جاتا ہے۔ (Low) ہو جاتا ہے۔ بہرحال اللہ نے فضل کیا اور اس قابل کیا کہ مَیں آج نماز جمعہ کے لئے آ گیا۔ یہ اس لحاظ سے بڑا اہم جُمعہ ہے کہ اس جمعہ ہی سے مَیں اس مضمون کو شروع کر دیا کرتا ہوں جو خدام الاحمدیہ میں مَیں نے بیان کرنا ہوتا ہے اور جو مضمون خُدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے اجتماعات کی تقاریر میں مَیں نے بیان کرنا ہے وہ اس لئے بہت اہم ہے کہ یہ اجتماعات پندرہویں صدی ہجری کے پہلے اجتماعات ہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ پندرھویں صدی ہجری کی اہمیت کے پیش نظر جو اہم ذمہ داریاں ہیں اُس کے مطابق جس قسم کی ہمیں زندگی گزارنی چاہیئے اس کے متعلق مَیں جماعت کو کچھ کہوں۔

کیونکہ ابھی جُمعہ کے بعد اجتماع بھی ہے مَیں بیماری کی وجہ سے ضعف بھی محسوس کر رہا ہوں، ہم نمازیں انشاءاللہ جمع کریں گے۔ اس لیے مختصراً ایک ضروری بات کہوں گا کہ جو بنیاد بنتی ہے ساری اسلامی تعلیم کی بھی اور ہماری زندگیوں کی بھی اور وہ یہ ہے کہ ”عاجزی کو اختیار کرو۔“ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس مضمون پر ہمیں بہت کچھ سکھایا ہے۔

ایک جگہ فرمایا وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (بنی اسرائیل :۱۱۰) حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ قرآن عظیم وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا انہیں عاجزی اور فروتنی میں اَور بھی زیادہ کرتا چلا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن کریم میں جو بھی تعلیم پائی جاتی ہے وہ وحیٔ عظیم جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی اور جس نے نوعِ انسانی کے ہاتھ میں ایک کامل شریعت پکڑائی۔ سارے احکام، اوامر بھی اور نواہی بھی ایسے ہیں جن کی بنیاد عاجزی اور انکساری پر ہے یا جن پر عمل کرنا عاجزی اور انکساری کی راہوں کو اختیار کئے بغیر ممکن ہی نہیں۔ مَیں نے مثال کے طور پر ایک آیت کو اِس وقت منتخب کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ (البقرة:۴۶، ۴۷) یہ دو آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ حکم دیا ہے کہ میرے سارے احکام، اوامر نواہی جن پر عمل کرنا ضروری ہے تم اُن پر عمل نہیں کر سکتے جب تک میری مدد، میرا فضل اور رحمت تمہارے شامل حال نہ ہو۔ اس لئے وَاسْتَعِيْنُوْا تم خدا تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اس لئے کہو کہ ہماری مدد کو آ اپنے فضل اور رحمت سے۔ تا کہ ہم تیرے احکام بجالا کر اس طریقے پر جس طریق کو تو پسند کرتا ہے تیری رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم محض یہ کہہ دینے سے کہ ہماری مدد کو آ میری مدد کو نہیں پاؤ گے۔ میری مدد کے حصول کے لیے دو راہیں مَیں نے تمہارے لئے کھولی ہیں۔ ایک صبر کی راہ ہے دوسرے دُعا کا راستہ ہے۔ صبر کے معنے ہیں مضبوطی کے ساتھ استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر گامزن رہنا، اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا اور اَلصَّلٰوةُ هِيَ الدُّعَآءُ (تفسیر کبیر رازی سورة الکوثر آیت ۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ یہ جو ہم ایک فارمل دعا کرتے ہیں۔ نماز ابھی ہم پڑھیں گے جمعہ کی اور عصر کی۔ یہ بھی کیا ہے؟ تسبیح ہے، تحمید ہے، استغفار ہے، درود ہے، بہت کچھ ہم مانگتے ہیں۔ بہت کچھ قرآن کریم کی آیات ہیں۔ خدا سے کہتے ہیں جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں اُن کی عقل اور سمجھ ہمیں عطا کر۔ دُعا ہی ہے پانچ وقتہ تا کہ کم سے کم جو ہمارے لیے ضروری تھا وہ ہمیں مل جائے۔ اور پھر کہا جتنی زیادہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے مدد حاصل

کرتے رہو گے ملتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری مدد تمہیں مل نہیں سکتی صبر اور دعا کے بغیر اور تمام دباؤ کے باوجود جو شیطانی اور طاغوتی طاقتیں تمہارے اُوپر ڈالیں گی اور تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش کریں گی اور دعا ان طاغوتی طاقتوں کو ناکام بنا دیگی۔ صبر کرنا اور دعا کرنا اور دعا کو اپنی شرائط کے ساتھ مانگنا بڑا مشکل کام ہے۔ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ یہ آسان کام نہیں۔ یہ تو درست ہے لیکن جس قسم کے صبر کا، استقامت کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ کہ ایک لحظہ کے لئے بھی غیر کا خیال انسانی ذہن میں نہ آئے اور ہر وقت اُس کے آستانہ پر انسان جُھکا رہے دُعا کرتے ہوئے، اس کے بغیر وہ مدد نہیں مل سکتی اور یہ آسان کام نہیں لیکن آسان ہے بھی۔ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ جو عاجزی کو اور فروتنی کو اور انکسار کو اور تواضع کو اختیار کرتے ہیں اُن کے لئے صبر اور ہمیشہ دُعا میں مشغول رہنا اور مضبوطی کے ساتھ اتباعِ وحیٔ قرآنی کرتے رہنا یہ مشکل نہیں ہے اور یہ جو خشوع ہے، یہ عاجزی اور انکساری یہ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ اس معرفت کے نتیجہ میں انسان کے دل اور اس کے سینہ میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کہ اُن کا واسطہ اُن کے خدا سے پڑنا ہے اور وہ یہ شدید خواہش رکھتے ہیں کہ انہیں اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وصالِ الٰہی حاصل ہو، اس زندگی میں بھی۔ اور اس یقین پر قائم ہیں کہ جو بھی فیصلہ ہونا ہے صبر و دعا کے قبول ہو جانے کا، صبر اور استقامت اور اتباع وحی قرآنی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق، اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے یا اُن کے اندر جو بشری کمزوریاں رہ جائیں بدقسمتی سے اللہ تعالیٰ اُن کی وجہ سے اُن کو کہیں رد تو نہیں کر دیتا وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے یہ خواہش کہ خدا سے زندہ تعلق قائم ہونا چاہیئے اور قائم رہنا چاہیئے اور اس حقیقت کی معرفت کہ آخری فیصلہ اللہ نے کرنا ہے اسی کی طرف ہم نے لوٹ کے جانا ہے، اُن کو اس مقام پر لا کھڑا کرتا ہے کہ ہم لاشئی محض ہیں، ہم کچھ بھی نہیں، نیست ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے اُمّت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جو تواضع کرے گا، عاجزانہ راہوں کو اختیار کرے گا اور اس رنگ میں اختیار کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی عاجزی اور فروتنی کو قبول کر لے گا تو رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ (يَا السَّابِعِ) (کنز العمال) اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک اُسے اُٹھا

کے لے جائے گا۔

تو جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت اور افراد جماعت احمدیہ کا انفرادی حیثیت میں جو بنیادی مقام ہے وہ عجز اور فروتنی اور تواضع اور انکساری کا مقام ہے اس کو نہ بھولنا۔ اگر تکبّر ہو، اگر ریا ہو، اگر اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جاؤ، اگر غرور ہو تمہیں اپنے علم پر یا اپنے مال پر یا اپنی دولت پر یا اپنے قبیلہ پر یا اپنی طاقت پر تو مارے گئے تم! یہ جو ہے فروتنی یہ فنا کی شکل اختیار کرتی ہے یعنی اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دینا اللہ میں فانی ہو جانا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں کھوئے جانا، ایک موت اپنے پر وارد کرنا ایک ایسی موت جو نئی زندگی عطا کرتی ہے اگر قبول ہو جائے وہ موت (اپنی جان پیش کی ہے خُدا کے حضور) اگر خدا تعالیٰ اس قربانی کو قبول کرلے تو ایک نئی زندگی آپ کو عطا کرتا ہے جو بڑی پاک ہوتی ہے، جو بڑی مطہّر ہوتی ہے جس پر فرشتے بھی ناز کرتے ہیں، جسے خدا قبول کرتا ہے اور جسے قبول کر کے اپنی تمام اُن بشارتوں کا وارث بنا دیتا ہے جو قرآن کریم نے مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا سچّے اور کامل مومنوں کو دی ہیں۔

اللہ کرے کہ جماعت کو جماعتی حیثیت میں اور افراد جماعت کو انفرادی حیثیت میں اس عجز وانکسار کے مقام کو حاصل کرنے اور پھر ہمیشہ اُس پر قائم رہنے کی توفیق ملتی رہے۔

اسی بنیاد پر مَیں انشاء اللہ خدام و لجنہ کو کچھ کہوں گا۔ غور سے سُنیں اور اپنی زندگیوں کو اُن کے مطابق ڈھالیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۷/نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۳،۴)